بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
خطبہ نمبر ۴
فون ۴۴۹
جلد ۳۷/۷۲ | سوموار ۷ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ | ۲۱ تبلیغ ۱۳۶۲ ہش | ۲۱ فروری ۱۹۸۳ء | نمبر ۴۳

ربوہ: ۱۷ تبلیغ / فروری۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت خراب ہے۔ جملہ عوارض میں اضافہ ہوگیا ہے۔"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے اس شعائر اللہ بابرکت وجود کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ رحیم و رحمان خدا۔ قادر مطلق، شافیٔ مطلق مولا اپنے فضل سے حضرت سیدہ کو جلد شفا عطا کرے۔ آمین ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے منصوبہ کیلئے

تمام دنیا کی جماعتہائے احمدیہ نے خدا کے فضل سے دس کروڑ ستر لاکھ روپے سے زائد کے وعدے پیش کئے

اگر صد سالہ جشن سے چند سال پہلے ساری وصولی نہ ہو تو بعض بنیادی اور اہم ضرورت کے کام تشنۂ تکمیل رہ جانے کا خطرہ ہے

اس وقت تک وصولی کی جو شکل سامنے آئی ہے وہ انتہائی فکر انگیز ہے۔ سات کروڑ روپیہ ہنوز قابل وصول ہے

جماعتیں غیر معمولی قربانی اور ہمت سے کام لیں اور دعاؤں میں اشکوں کی راہ سے خدا کی راہ میں اپنے خون بہائیں

اگر جماعتیں اس طریق سے کام کریں گی تو اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا اور سارے کام بنا دیگا۔ پتہ بھی نہیں لگے گا کہ بوجھ کس چیز کا نام ہے

فرمودہ: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۳ فتح ۱۳۶۱ ہش مطابق ۳ دسمبر ۱۹۸۲ء۔ بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ:۔ مکرم بشیر احمد اختر صاحب۔ رکن صیغہ زود نویسی۔ ربوہ

نوٹ:۔ یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

'صد سالہ جوبلی' کا جو منصوبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے سامنے پیش فرمایا تھا، اس وقت اگرچہ آپ کے پیش نظر اڑھائی کروڑ روپے کی تحریک تھی، لیکن بہت جلد احباب جماعت کے غیر معمولی اخلاص کے اظہار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جماعت اس موڈ میں تھی کہ وہ دس کروڑ سے زائد پیش کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل نے جماعت کو یہی توفیق عطا فرمائی اور تمام دنیا کی جماعتہائے احمدیہ نے اڑھائی کروڑ کی بجائے دس کروڑ ستر لاکھ اکہتر ہزار دو سو ستائیس (۱۰،۷۷،۷۱،۲۲۷) روپے کے وعدے پیش کئے۔

یہ منصوبہ جس کا نام

صد سالہ جشن احمدیت

بھی رکھا گیا اور جشن ہی کا انگریزی ترجمہ جوبلی ہے۔ اس غرض کیلئے تو نہیں بنایا گیا تھا کہ سو سال انتظار کے بعد کروڑہا روپے کو ہم میلے کی شکل میں خرچ کر دیں اور جس طرح دنیا کی قومیں بے معنی اور کھوکھلے جشن مناتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یہ جماعت بھی لغویات میں مبتلا ہو کر ایک بے معنی اور بے ہودہ خوشی کا اظہار کرے۔ اگر یہ مقصد ہو تو یہ سارا روپیہ ضائع ہونیوالی بات ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جماعت احمدیہ کے مقاصد کی گردن پر چھری پھیرنے کے مترادف ہے۔

اس منصوبے کے کچھ اور مقاصد تھے جو مختلف وقتوں میں جماعت کے سامنے کھول کر پیش کئے جاتے رہے۔ اس غرض سے ایک

منصوبہ بندی کمیشن

بھی بنایا گیا اور میں بھی اس کا ایک ممبر تھا۔ بڑے تفصیلی غور و خوض کے بعد تمام دنیا کے حالات کا جائزہ لیکر اور تمام دنیا سے کوائف اکٹھے کر کے وقتاً فوقتاً اس منصوبے کی مختلف شکلیں ابھرتی رہیں۔ ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے وقت لیکر کبھی ساری کمیٹی پیش ہوتی رہی اور کبھی سیکرٹری منصوبہ بندی کمیشن۔ اور بعض دفعہ گھنٹوں اکٹھے بیٹھکر اس کی تفصیلی چھان بین کی جاتی رہی اور بالآخر وہ منصوبہ ایسی شکل میں منظور ہوا کہ اگرچہ اس کے بعض پہلو ابھی بھی قابل غور ہیں، لیکن خدا کے فضل سے اکثر شکلیں اپنی سوچ اور فکر کے لحاظ سے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں۔

اس غرض کے لیے جو اخراجات درپیش ہیں وہ اس نوعیت کے نہیں ہیں کہ آخری وعدوں کی آخری وصولی آخری سال یعنی ۱۹۸۹ء میں ہو تب بھی ہمارا کام چل جائے۔ اخراجات میں سے ایک بہت بڑا حصہ اس نوعیت کا ہے کہ صد سالہ جشن سے چند سال پہلے اگر ساری وصولی ہو سکے تو زیادہ عمدگی کے ساتھ کام چل سکتے ہیں اور اگر اس میں تاخیر ہو جائے تو یہ بھی خطرہ ہے کہ بعض بنیادی اور

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہم ضرورت کے کام تشنۂ تکمیل رہ جائیں۔ لیکن اس وقت وصولی کی جو شکل سامنے آئی ہے وہ انتہائی فکر انگیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اعداد و شمار چونکہ ایک الگ محکمے سے تعلق رکھتے تھے یعنی اس کیلئے ایک "سیکرٹری صد سالہ جوبلی برائے وصولی چندہ" الگ مقرر تھا۔ اس لیے منصوبہ بندی کمشن کے سامنے چندہ کی تدریجی وصولی کے اعداد و شمار نہ پیش ہوئے، نہ ان سے اس کمشن کا کوئی تعلق تھا، لیکن اب جب میں نے یہ اعداد و شمار نکلوائے تو یہ فکر انگیز صورت سامنے آئی کہ تدریجی وصولی کے لحاظ سے اب تک جتنا وقت گزر چکا ہے اس نسبت سے جو وصولی ہونی چاہیئے تھی وہ نہیں ہوئی۔ یعنی دس کروڑ ستتر لاکھ اکہتر ہزار دو سو ستائیس میں سے چھ کروڑ بیالیس لاکھ چھیانوے ہزار آٹھ سو ترپن (۶،۴۲،۹۶،۸۵۳) روپیہ اب تک وصول ہو جانا چاہیئے تھا۔ اس کے مقابل پر اس وقت تک کل وصولی صرف تین کروڑ پچپن لاکھ انسٹھ ہزار دو سو چونتیس (۳،۵۵،۵۹،۲۳۴) روپیہ ہے۔ گویا دس کروڑ ستتر لاکھ کے وعدوں میں سے سات کروڑ روپیہ بقیہ چند سالوں میں قابل وصول پڑا ہوا ہے اس کا مزید تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ

پاکستان کا کل وعدہ

پانچ کروڑ بیالیس لاکھ اکانوے ہزار دو سو تراسی روپے تھا۔ اس کے مقابل پر پاکستان کو اب تک وصولی کی شکل میں تین کروڑ پچیس لاکھ چھہتر ہزار سات سو انہتر (۳،۲۵،۷۴،۷۶۹) روپے پیش کر دینا چاہیئے تھا، لیکن ادائیگی صرف ایک کروڑ ستاون لاکھ نواسی ہزار نو سو اٹھارہ (۱،۵۷،۸۹،۹۱۸) روپے ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اب تک بھی پاکستان کی جماعتیں اس چندے میں اللہ تعالیٰ کی ایک کروڑ ستاسٹھ لاکھ چوراسی ہزار آٹھ سو اکاون (۱،۶۷،۸۴،۸۵۱) روپے کی مقروض ہو چکی ہیں اور بقیہ وعدہ اگر تدریجاً دیں اور جلدی نہ دیں حالانکہ جلدی دینے کی ضرورت ہے، (ضرورت یہ ہے کہ آخری سال سے دو۔ تین سال پہلے سب روپیہ وصول ہو جائے) تب بھی ایک کروڑ ستاسٹھ لاکھ چوراسی ہزار روپے کا مزید بار ان کے اوپر ایسا پڑا ہوا ہے جو بظاہر پورا ہوتا نظر نہیں آتا سوائے اس کے کہ جماعتیں غیر معمولی قربانی اور فکر اور ہمت سے کام لیں۔ تو پاکستان کی جماعتوں کو اب تک جو ادا کرنا چاہیئے تھا اس میں سے نصف بھی ادا نہیں ہو سکا یعنی اس کی وصولی صرف ۴۸ فیصدی ہے۔ بیرون پاکستان کی یہ شکل بنتی ہے کہ وہاں کی جماعتوں نے پانچ کروڑ چونتیس لاکھ اناسی ہزار نو سو چوالیس (۵،۳۴،۷۹،۹۴۴) روپے کا وعدہ لکھوایا، جس میں سے اب تک ان کو تین کروڑ سترہ لاکھ بائیس ہزار چوراسی (۳،۱۷،۲۲،۸۴) روپے ادا کرنا چاہیئے تھا مگر ادائیگی صرف ایک کروڑ ستانوے لاکھ انہتر ہزار تین سو سولہ (۱،۹۷،۶۹،۳۱۶) روپے ہوئی ہے۔ تو بیرونی جماعتیں پاکستان کے مقابل پر تدریجی وصولی میں کچھ آگے ہیں۔ یعنی ان کو اب تک جو سو (۱۰۰) دینے تھے ان میں سے باسٹھ (۶۲) روپے دیئے ہیں اور ۳۸ روپے ان پر قرض ہو چکا ہے جبکہ پاکستان کی جماعتوں نے سو میں سے صرف ۴۸ روپے دیئے ہیں اور ان پر ۵۲ روپے کا قرض ہو چکا ہے۔ اس نسبت سے

بیرون پاکستان وصولی کی رفتار

قدرے بہتر ہے لیکن اور بہت سے پہلو ایسے ہیں جن کے لحاظ سے بہت سے بیرونی ممالک پاکستان کی جماعتوں کی قربانی کے معیار سے ابھی پیچھے ہیں۔ جب یہ صورتِ حال سامنے آئی تو مزید جائزہ لیا گیا اور پتہ لگا کہ کراچی اور لاہور کی جماعتیں باوجود اس کے کہ باقی چندوں میں وہ بہت مستعد ہیں، اس چندے میں نمایاں طور پر پیچھے رہ گئی ہیں۔ اکیلے کراچی کا وعدہ ایک کروڑ پچپن لاکھ پچپن ہزار پانچ سو پچپن روپے تھا، جس میں سے دو تہائی ابھی ان کے ذمے قرض پڑا ہوا ہے۔ اسی طرح لاہور کا وعدہ تراسی لاکھ انہتر ہزار ایک سو چھہتر روپے تھا اس میں سے بھی بیشتر ان کے ذمہ ابھی قرض پڑا ہوا ہے۔ دوسری طرف چندوں کی بہتری کی جو تحریکات چل رہی ہیں اور اس کے لیے ایک رَو چلی ہوئی ہے اس طرف بھی لازماً جماعت کی توجہ ہے۔ پھر تحریکِ جدید ہے۔ وقف جدید ہے۔ اسی طرح اور بہت سی تحریکات ہیں۔ مثلاً

"بیوت الحمد" کا منصوبہ

بھی سامنے آیا ہے۔ یہ سارے بوجھ جماعت نے بہر حال اُٹھانے ہیں۔

میں ان کو بوجھ اس لیے کہتا ہوں کہ اردو محاورے میں یہی لفظ سامنے آتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بوجھ نہیں ہیں۔ عربی زبان میں تو دو الگ الگ ایسے لفظ استعمال ہوئے ہیں جن سے فرق ہو جاتا ہے۔ ذمہ داریوں کیلئے قرآن کریم حمل کا لفظ استعمال کرتا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (البقرہ آیت ۲۸۷) اور

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا میں اصر کا لفظ دوسرے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم اِصر کا لفظ اس بوجھ کے لیے استعمال کرتا ہے جس کو قوموں نے ذمہ داریاں سمجھ کر اُٹھایا مگر پھر ان سے بے پرواہی کی۔ تب وہ ذمہ داریاں ان کے اوپر بیٹھ گئیں اور یہ ان کو بوجھ سمجھ کر اُٹھائے پھرتے رہے۔ حقیقت میں وہ بوجھ نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایک نعمت اور انعام

تھا۔ پس جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ (اصر کا لفظ قرآن کریم میں عموماً اس قسم کے بوجھوں کے لیے استعمال ہوا ہے جہاں شریعت کی ذمہ داری کو عُرفِ عام میں بوجھ اور مصیبت اور بیگار کہا جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک صفت یہ بیان فرمائی يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ (الاعراف آیت ۱۵۸) کہ وہ ان کے اوپر سے بوجھ اتارتا ہے۔ اگر اِصر سے شریعت کی ذمہ داریاں مراد ہوں تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ شریعت کی ذمہ داریوں سے آزاد کرانے آئے تھے حالانکہ آپؐ تو ذمہ داریاں ڈالنے والے تھے نہ کہ اتارنے والے۔ پس مراد یہ تھی کہ پرانی شریعتوں نے جن چیزوں کو بوجھ سمجھ لیا یا شریعت سے زائد ذمہ داریاں قبول کر لیں جو واقعۃً بوجھ تھیں ان سب کو اتار پھینکا۔ نفسیاتی لحاظ سے رجحان میں بھی تبدیلی پیدا کی اور وہ ذمہ داریاں جو خدا نے نہیں ڈالی تھیں ان کو بھی دُور فرما دیا۔)

چونکہ اردو میں کوئی دوسرا لفظ نہیں ملتا اس لئے میں مجبور ہوں کہ بوجھ کہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام اور اس کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ جس جماعت کو قربانی کے لئے بلائے اور اس پر انحصار کر دے دنیا میں انقلابات لانے کا، اس پر بنا رکھ دے ایک نئی زمین اور

اک نئے آسمان کی تعمیر

کی کیلئے اس سے بڑا انعام اور احسان اور کیا ہو سکتا ہے۔ یعنی اس ساری دنیا میں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہی چنا ہے انقلاب اور تبدیلی لانے کیلئے۔ حالانکہ آج دنیا میں اربوں ارب روپیہ کمانے والے ایسے افراد موجود ہیں جو جماعت احمدیہ کی کل دولت سے زیادہ اکیلے دولت رکھتے ہیں پھر بیشمار کمپنیوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ایسی Multi national کمپنیاں موجود ہیں جو بعض بڑے بڑے ملکوں کی دولت سے زیادہ دولت اپنے ہاتھ میں رکھتی ہیں۔ پس جہاں تک دولتوں کے سمندر کا تعلق ہے ہم اس کا ایک قطرہ بھی شمار ہونے کے اہل نہیں ہیں پھر جہاں تک دنیاوی طاقتوں اور سیاسی طاقتوں کا تعلق ہے، دنیا میں ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس لئے خدا کا ہمیں اس بات کیلئے چن لینا کہ ساری دنیا کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھالو اور میں تمہارے ساتھ ہوں، اس سے بڑا احسان اور اس سے بڑا انعام اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسلئے

یہ ہماری خوش قسمتی ہے

اور جب تک خوش قسمتی سمجھ کر ہم ان ذمہ داریوں کو ادا کرتے رہیں گے ادائیگی کی بھی توفیق ملتی رہے گی اور اس کے بدلے میں ہم بے انتہا فضلوں کے بھی وارث بنائے جائیں گے۔ لیکن اگر ہم نے اس انعام کو اصر سمجھ لیا۔ ایسا بوجھ جو چٹی کے طور پر پڑ جاتا ہے تو پھر ہماری قربانیاں بھی رائیگاں گئیں اور انکے مقاصد بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

سوال یہ ہے کہ ایسی جماعت جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں اخلاص کے لحاظ سے ایک بے مثل مقام رکھتی ہے اور جب وہ وعدہ کرتی ہے تو پورے اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ اسے پورا کرتی ہے، وہ اتنے اہم چندے میں پیچھے کیوں رہ گئی؟ میں نے مختلف حیثیتوں میں بطور سائق بھی کام کیا، بطور زعیم بھی کام کیا، بطور قائد بھی اور بطور صدر مجلس بھی۔ اسی طرح وقف جدید میں بھی مجھے موقع ملا۔ جماعت کے مالی نظام کے متعلق

میرا سالہا سال کا تجربہ

ہے کہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت کسی قربانی سے پیچھے رہنے والی جماعت نہیں ہے نظام جماعت کے جو کارندے ہیں بعض دفعہ ان میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں جماعتیں چندوں میں پیچھے رہنا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ غفلت کی حالت میں بعض دفعہ واقعۃً وہ اتنا پیچھے رہ جاتی ہیں کہ پھر مزید ذمہ داری کا اٹھانا ان کیلئے بوجھ بن جاتا ہے ذمہ داری نہیں رہتی یہ جو حالت ہے اس میں لازماً ایک حصہ اس نظام سے بھی تعلق رکھتا ہے جس کا فرض تھا کہ ہر سال جماعت کو بیدار کرتا رہے اور جھنجھوڑتا رہے اور یاد کراتا رہے کہ یہ تمہاری ذمہ داری ہے اور تم اسکی ادائیگی میں پیچھے رہ رہے ہو۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس منصوبے کے جو اعلیٰ مقاصد ہیں ان کو جس طرح کھل کر بار بار جماعت کے سامنے پیش ہونا چاہیئے تھا اس کا کوئی موقع نہیں آیا۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی میں جو منصوبہ کھول کر پیش کیا تھا اسکے سارے نقوش چھپ چکے ہیں لیکن وہ ایسی صورت میں چھپے ہیں کہ جسطرح اخبار الفضل جماعت کے سامنے پیش کرتا ہے یا دوسرے رسائل اسطرح وہ جماعت کے سامنے بار بار نہیں آسکے۔ جس طرح ان کا حق تھا وہ یا شوریٰ کی کارروائی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا منصوبہ بندی کمیشن کے سامنے جو ہدایات ہیں یا

کمیشن کی سوچ وبچار

کے جو نتائج ہیں وہ ان کی فائلوں میں دبے پڑے ہیں تو جماعت کے سامنے کھل کر بار بار یہ بات پیش نہیں ہوئی کہ یہ یہ کام ہیں جن پر اتنا خرچ آنا ہے اور تمہاری غفلت یا نیند نے اب تک یہ نقصان پہنچا دیا ہے۔ منصوبہ بندی کے سارے کو الف تو میں آپکے سامنے پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن خلاصۃً چند باتیں میں نے نوٹ کی ہیں جو میں اس وقت آپکے سامنے رکھنی چاہتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ کتنے عظیم مقاصد ہیں جن کیلئے یہ روپیہ خرچ ہونا ہے اور بعض ضرورتیں کتنی تیزی کے ساتھ سامنے آکھڑی ہیں اور اگر ان کی طرف فوری توجہ نہ دی گئی تو پھر اتنا وقت ہی نہیں رہیگا کہ انکی طرف توجہ دی جا سکے۔

جلسہ سالانہ قریب آنیوالا ہے اس لئے ہم یہاں سے بات شروع کرتے ہیں۔ جب سو سالہ جلسہ سالانہ ہوگا تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا سے کس طرح جوق در جوق احمدی پروانوں کی طرح جلسہ پر حاضر ہونگے اور جلسے کی یہ شکل تو نہیں رہے گی جو اس وقت ہے۔ اس کے انتظامات ہر پہلو سے کئی گنا پھیل جائیں گے۔ عمارتوں کے تقاضے ہیں۔ نئی جلسہ گاہ بنانے کے تقاضے ہیں پھر لنگروں کے نئے تقاضے پیدا ہوں گے پھر اس جلسے سے تعلق رکھنے والے

جشن کے بعض ایسے پہلو

ہیں جو اسی وقت سامنے آئیں گے اور جلسے سے پہلے ہی ان پر کام مکمل ہو چکا ہوگا۔ گویا وہ سارا سال ہی عملاً جشن میں گذرے گا۔ اور بعض پہلو ایسے ہیں جن کی تیاری پر ابھی سے خرچ کرنا پڑے گا اور ابھی سے محنت کرنی پڑے گی۔ مثلاً تعمیرات ہیں۔ اس کیلئے زمین حاصل کرنے کا کام ہے۔ (اس کا ایک حصہ تو ہو چکا ہے) پھر یہ جائزہ کہ اس زمین کو کس طرح بہتر رنگ میں جلسہ سالانہ کے لئے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ کس قسم کی تنصیبات کی ضرورت ہے۔ کس قسم کی تعمیرات کی ضرورت ہے۔ نقشے بنتے بنتے ہی کافی وقت لگ جاتا ہے۔ پھر جب "گو آرڈر" (Go order) یعنی کام شروع کر دو، کہا جائے گا تو اس کے لئے کئی سال درکار ہیں۔ پھر ضروری کتب اور پمفلٹ کی اشاعت ہے۔ تمام ملکوں میں

خدمت اسلام کی باتصویر تاریخ

ہم نے وہاں پیش کرنی ہے۔ تصنیف کا یہ ایک شعبہ جلسہ سالانہ سے تعلق رکھنے والا ہے۔

غانا، نائیجیریا، سیرالیون، امریکہ، انگلستان، جرمنی اور دیگر ممالک جہاں جماعت احمدیہ کے باقاعدہ مشن قائم ہیں، ان تمام مشنوں کی پوری تاریخ الف سے ی تک اور پھر وہاں جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا کیا کامیابیاں نصیب ہوئیں، نہایت اعلیٰ قسم کی باتصویر کتابوں کی شکل میں پیش کرنی ہے۔ جس سے ہر بڑی زبان میں پڑھنے والا معلوم کر سکے کہ کیا پیش کیا گیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے کیپشنز (Captions) یعنی عنوانات مختلف زبانوں میں تیار ہوں۔ کچھ فرینچ میں، کچھ اٹالین میں، کچھ جرمن میں کچھ اردو میں، کچھ عربی میں، کچھ سواحیلی میں، کچھ روسی اور لاطینی میں۔ غرض یہ کہ مختلف زبانوں میں ہمیں ساتھ ایک ایک لائن کا تعارف دینا پڑے گا۔ اب صرف یہی

اتنا بڑا اور وسیع کام ہے

کہ اس کی تیاری کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے اور بہت سے آدمیوں کی ضرورت ہے جو ابھی سے ہمہ تن وقف ہو کر یہ کام شروع کر دیں۔

علاوہ ازیں دنیا کی ایک سو زبانوں میں اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا کام ہے۔ اس کام کیلئے ان زبانوں کے ماہرین کی تیاری کی ضرورت ہے۔ اس پر بہت سا روپیہ خرچ ہوگا۔ اگر اپنے ماہرین تیار نہیں ہو سکتے تو دوسرے ماہرین کو لینا پڑے گا۔ پھر پمفلٹ کی اشاعت کی تیاری اور اس کی تقسیم کی تیاری ہے کہ وہ تقسیم کس طرح ہوگی تاکہ دنیا کی ایک سو زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچ جائے۔

یہ ہے ہمارا جشن

اب وقت تھوڑا رہ گیا ہے اس کام کیلئے ہم یہ تو نہیں کر سکتے کہ ساری دنیا کی کمپنیوں کو کہیں کہ ہمارا کام کر دو۔ ہم پیسے بعد میں دیدیں گے۔ ہمارے پیسے آنیوالے ہیں۔ انتظار کرو۔ یہ تو کوئی بھی نہیں مانے گا۔ آج کل بہت سے کام ایسے ہیں جن پر پیشگی خرچ کرنا پڑتا ہے۔

پھر ہماری یہ کوشش ہوگی کہ ایک سو ملکوں میں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم ہو چکی ہو۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کوشش کے لئے کتنی محنت اور کس قدر اخراجات کی ضرورت ہے جن نئے ملکوں کا انتخاب کیا جائے گا (اور وہ انتخاب ساتھ ساتھ ہو رہا ہے) ان میں مشنوں کا قیام، وہاں مبلغوں کا بھجوانا اور ان کی وہاں کی ضروریات کا پورا کرنا ہے۔ اگر فی الحال صرف کرائے پر مکان لیکر ہی کام شروع کیا جائے تو اس پر بھی بے انتہا خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ باہر کی دنیا خصوصاً مغربی دنیا میں روپے کی کیا قدر اور حیثیت رہ گئی ہے اور وہاں چھوٹے چھوٹے مشنوں کے قیام کے لئے کتنے اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ پھر

مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر

ہے۔ سو جگہ تو باقاعدہ جماعتیں قائم کرنی ہیں لیکن اس کے علاوہ ہر جگہ عمارت خرید کر یا اپنی عمارت تعمیر کر کے مشن کا قائم کرنا اس وقت ہمارے لئے ناممکن ہے۔ میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے۔ اکثر صورتوں میں مکان کرائے پر لے کر گذارہ کرنا پڑے گا۔ ایک کمرہ بھی مل جائے تو مبلغ وہاں تبلیغ کا کام شروع کر سکتا ہے۔ دو مشنوں یعنی اٹلی اور برازیل کے لئے تو خدام الاحمدیہ پہلے ہی روپیہ پیش کر چکی ہے۔ لیکن ان کے علاوہ جو ملک ہمارے پیش نظر ہیں ان میں یونان ہے، پرتگال ہے، آسٹریا ہے، آئرلینڈ ہے، آسٹریلیا ہے، نیوزی لینڈ ہے۔ اسی طرح ایسے افریقی ممالک ہیں جہاں فرانسیسی زبان بولی جاتی ہے اور ابھی تک ہمارا وہاں کوئی نفوذ نہیں ہوا۔ سوائے بینن اور ماریشس کے جو فرانسیسی بولنے والے ممالک ہیں، ابھی تک جماعت احمدیہ کو فرانسیسی کالونیز میں پھیلنے کا موقع نہیں ملا۔ دنیا کا یہ ایک بڑا حصہ ہے جو احمدیت سے خالی پڑا ہے۔ پھر ساؤتھ ایسٹ ایشیا یعنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنوب مشرقی ایشیاء

یا فار ایسٹ یعنی مشرق بعید وغیرہ - (جو جو اصطلاحیں جغرافیائی حالات پر پوری اترتی ہیں ان کی روشنی میں میں کہہ رہا ہوں) یہ سارے علاقے عملاً محتاج پڑے ہوئے ہیں یہاں احمدیت کا پیغام نہیں پہنچا۔ پھر بدھ ازم Buddhist دنیا ہے۔ دنیا میں بدھوں کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ سارے مسلمانوں کی کل تعداد سے دگنے سے بھی زیادہ ہیں۔ لیکن ان میں ابھی تک جماعت کا کوئی نفوذ نہیں۔ بدھ ممالک میں مشنوں کا ایسا قیام ہو کہ بدھ قوم کو تبلیغ کی جائے۔ بدھ ممالک میں اس وقت ہمارے جتنے بھی مشن کام کر رہے ہیں وہ ہندوستانی نسل کے آباد کاروں میں تبلیغ کرتے رہے ہیں اور انہی میں سے جماعتیں بنا چکے ہیں۔ لیکن جہاں تک بدھ دنیا کا تعلق ہے وہاں خلا پڑا ہوا ہے۔

پھر آپ جنوبی امریکہ میں چلے جائیں جو عملاً ایک عظیم الشان کانٹینٹ یعنی براعظم ہے۔ ایک براعظم ساؤتھ امریکہ کا بن جاتا ہے اور ایک نارتھ یعنی شمالی امریکہ کا بن جاتا ہے جغرافیائی لحاظ سے تو شاید ان دونوں کو ایک ہی براعظم کہیں، لیکن جغرافیائی تقسیم ایسی ہے کہ حقیقت میں ساؤتھ امریکہ ایک الگ براعظم ہے۔ وہاں ایک برازیل سے تو بات نہیں بنے گی۔ اور برازیل میں صرف ایک مشن قائم کرنے سے تو بات نہیں بنے گی۔ وہاں دسیوں اور ممالک ہیں چھوٹے بھی اور بڑے بھی اور ان کے جزائر جو بہت پھیلے ہوئے ہیں، ان سب میں ہمیں کام کرنا پڑے گا۔ تو یہ کام بھی قرض سے تو نہیں چل سکتا کہ ہم ان سے کہیں ہمیں یہاں مشن بنانے دو۔ مگر پہلے تم اپنی طرف سے خرچ کر دو۔ ہم تمہیں بعد میں دیدیں گے۔ اس معاملے میں تو کسی نے آپ کے ساتھ معمولی سا بھی تعاون نہیں کرنا۔ ان مشنوں کی تعمیر کے لیے ہی حقیقت میں

کروڑوں روپیہ درکار ہے

لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی ذمہ داریاں ہیں جو اس منصوبے کے علاوہ جماعتوں نے خود ادا کرنی ہیں اور وہ پہلو بہ پہلو جاری رہیں گی۔ مثلاً جرمنی میں جماعت کا جو پھیلاؤ ہے اس کے لحاظ سے وہاں مشن بہت تھوڑے ہیں۔ مغربی جرمنی کے لیے ہم نے جو منصوبہ بندی وہاں کی تو پتہ چلا کہ کم از کم تین اور مشنوں کا قیام وہاں ضروری ہے نیز موجودہ دونوں مشنوں یعنی ہیمبرگ اور فرانکفورٹ کی توسیع ضروری ہے۔ مسجد ہیمبرگ میں بھی اور مسجد فرانکفورٹ میں بھی جو حاضرین تھے ان کا اوور فلو Over flow کناروں تک باہر چلا جاتا تھا یعنی صحن بھی بھر جاتا اور لوگ سڑکوں تک پہنچ جاتے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہمسایوں کو شکایت پیدا ہوئی۔ بہت سے ہمسائے تو بڑے خلیق اور ہمدرد ہیں لیکن ان میں بعض اسلام کے دشمن بھی تھے۔ انہوں نے اعتراض کئے۔ یہاں تک کہ اب وہ توسیع کے معاملے میں بھی روک بنے ہوئے ہیں۔ یہ توسیعات اس منصوبے کے علاوہ ہیں۔

پھر انگلستان میں باوجود اس کے کہ قریب کے عرصہ میں خدا کے فضل سے

چھ مشن قائم ہوئے ہیں

وہاں ہماری مرکزی مسجد بہت چھوٹی رہ گئی ہے۔ اور وہاں بھی یہی مسئلہ ہے کہ جگہ کی کمی کی وجہ سے دوست باہر کھڑے ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔ پارکنگ کی ضروریات پوری ہونے والی ہیں۔ احمدیوں کی کاروں سے تمام سڑکیں بھر جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہمسایوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ان کی تکلیف کا اظہار جائز بھی ہے یہ ٹھیک ہے کہ وہ بڑی مہذب قومیں ہیں۔ لیکن برداشت کی بھی کچھ حدیں ہوتی ہیں۔ اب ہر جمعہ کو دوست مسجد میں اکٹھے ہوں اور تمام سڑکیں بھر دیں اور گزرنے والوں کے لیے ایک مصیبت کھڑی کر دیں تو وہ کہاں تک برداشت کر سکتے ہیں۔ اس لیے وہاں کاروں کی پارکنگ کے لیے جگہ کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لیے بہت سا روپیہ چاہیے۔

امریکہ میں کم از کم پانچ مشن فوری طور پر تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی اس منصوبے کے علاوہ ہے اور وہاں کی جماعتوں نے یہ بوجھ بھی اٹھانے ہیں۔

پس اتنے وسیع کام پڑے ہوئے ہیں جو ہم نے کرنے ہیں اور ابھی تو میں نے سارے کام آپ کے سامنے پیش ہی نہیں کئے ان میں

سب سے بڑا اور سب سے اہم کام

قرآن کریم کے تراجم کی مختلف زبانوں میں اشاعت ہے۔ بہت سی زبانوں میں ابتدائی مراحل پر ترجمے مکمل ہو چکے ہیں۔ ان کی نظر ثانی، پھر نظر ثانی، اور پھر مزید احتیاط، یہ مراحل ابھی باقی ہیں۔ لیکن بسم اللہ کی ب سے لے کر الناس کی س تک کا ترجمہ خدا تعالےٰ کے فضل سے مکمل ہے اور مسودات پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے اوپر کمیٹیاں قائم کی جا رہی ہیں۔ ماہرین ڈھونڈے جا رہے ہیں تاکہ یہ مسودات بھی جلد سے جلد طباعت کی شکل میں دنیا کے سامنے آئیں۔ اخراجات کے سلسلے میں سوئٹزرلینڈ کی ایک کمپنی سے جب فرانسیسی زبان کے صرف ترجمے کے متعلق بات کی گئی کہ ترجمے کو اس درجے تک پہنچا دو کہ پروف ریڈنگ تک کا کام ہو جائے (اس کے بعد باقی سب خرچ جماعت نے کرنا تھا) تو ان کا اندازہ پچپن ۵۵ لاکھ روپے کا تھا اور اس کے بعد پچاس، ساٹھ لاکھ روپے اس کی اشاعت پر خرچ ہونا تھا۔ پھر اس کی تقسیم کا کام ہے کہ وہ کیسے ہوگی۔ اس کے لیے بھی اخراجات درکار ہیں۔ تو قرآن کریم کی ایک ایک اشاعت کے لیے ایک ایک کروڑ روپے کی ضرورت پیش آئے گی۔

قرآن کریم کی اشاعت

کا پورا حق تو انسان ادا ہی نہیں کر سکتا۔ لیکن جہاں تک تمنا بیقرار ہے ہم کچھ تو کریں۔

الغرض یہ سارے کام وہ ہیں جو ابھی ہونیوالے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے عمومی تصویر اب یہ بن رہی ہے کہ جماعت کے اوپر ابھی تک دو تہائی قرضہ پڑا ہوا ہے ان وعدوں کے لحاظ سے جو جماعت نے یقیناً بڑی محبت اور خلوص اور دیانتداری کے ساتھ پیش کیے تھے۔ میں یہ تفصیلات اس لیے بتا رہا ہوں کہ جماعت کے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ یہ سارے کام ہم نے ہی کرنے ہیں۔ کسی اور نے آکر نہیں کرنے۔ اس لیے جہاں سے چاہیں لیں اور جس طرح چاہیں کریں، لیکن یہ قرض جو ان کے ذمہ ہے اسے جلد اتار دیں۔ چاہے قرض اٹھائیں، بچوں کا پیٹ کاٹیں، اپنی دوسری ضروریات پیچھے کر دیں، اپنے گھروں کی تعمیر پیچھے ڈال دیں اور جو کچھ بھی وہ کریں گے خدا ہی خاطر کریں گے۔ کسی پر احسان تو نہیں ہے۔ بلکہ جو بھی توفیق خدمت کی ملے گی یہ ان پر احسان ہوگا۔ اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالےٰ خود ان پر اپنے فضلوں کی بارش کرے گا۔ یہ ان کا اور خدا کا معاملہ ہے۔ نظام جماعت پر کسی کا ایک ذرے کا بھی احسان نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سودا ہی اللہ تعالیٰ کا ہے فرماتا ہے۔

(اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ (التوبہ آیت: ۱۱۱)

کہ تمہارا سودا تو اللہ کے ساتھ ہوا ہے نہ کہ کسی انسان کے ساتھ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر احسان جتانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپؐ کو فرمایا ان سے کہدو

لَا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ (الحجرات آیت: ۱۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم کہہ رہے ہو کہ ہم نے یہ قربانیاں کیں۔ مجھ پر اپنا اسلام ہرگز نہ جتلاؤ۔ مجھ پر تمہارا کوئی احسان نہیں ہے بلکہ مَیں تمہارا محسن ہوں جو تمہیں اعلیٰ مقاصد کی طرف بلا رہا ہوں۔ میری وجہ سے تو تمہیں توفیق مل رہی ہے کہ تم خدا کی خاطر نہایت ہی اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے اپنی زندگیاں پیش کرو۔ پس یہ احسان تم پر ہے نہ کہ مجھ پر۔

جہاں تک قربانیوں کا تعلق ہے اسلام تو

ایک بڑا ہی منصفانہ مذہب

ہے۔ اگر احسان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہیں، آپؐ کے نظام پر نہیں تو وہ قربانیاں گئیں کہاں؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کہیں نہیں گئیں۔ وہ میرے پاس ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔

اللہ فرماتا ہے کہ مَیں نے تمہارے ساتھ ایک سودا کیا ہے۔ مَیں نے تمہارا سب کچھ خرید لیا ہے۔ تمہاری جانیں بھی خرید لی ہیں۔ تمہارے اموال بھی خرید لیے ہیں۔ تمہاری جائدادیں بھی، تمہاری عزتیں بھی، تمہاری ساری تمنائیں بھی مَیں لے چکا ہوں۔ اس لیے کہ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یعنی ان لوگوں کے لیے میری جنتیں پیش کی جائیں گی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ دینے کے بعد وہ جنت جو

رضائے باری تعالیٰ کی جنت

ہے اور جو دائمی ہے اگر وہ مل جائے تو ان چیزوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی۔ یہ سودا بھی نام کا ہی سودا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ محبت اور پیار کے اظہار کے لیے سودا کہہ دیتا ہے ورنہ سودا کیسا؟ جو کچھ دیا ہے وہ بھی تو اسی نے دیا تھا۔ وہ جب دوبارہ ہم اس کے سامنے پیش کر دیں تو اللہ میاں کہتا ہے مَیں تم سے سودا کر رہا ہوں۔ وہ اگر چاہے تو چھین بھی لیتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے بڑے بڑے تاجروں کے چلیے بگڑ جایا کرتے ہیں اور ان کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا زمینداروں کے پاؤں تلے سے زمینیں نکل جاتی ہیں۔ تو سو طریق ہیں اس کے لینے کے، مگر وہ نہیں لیتا۔ عجیب حوصلہ دکھاتا ہے بنی نوع انسان کے ساتھ۔ لیکن چاہتا یہ ہے کہ جب مَیں لوں تو طوعی طریق پر لوں تاکہ دینے والوں کے اندر عظمتِ کردار پیدا ہو اور اس کے نتیجے میں وہ مزید فضلوں کے وارث بنیں۔

یہ ہے فلسفہ اس چندے کا

جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے طلب کیا۔

پس یہ سارے کام ہم نے کرنے ہیں، لیکن کسی پر احسان نہیں۔ خود ان پر احسان ہے جنہوں نے اپنا سب کچھ پیش کرنا ہے۔ یہ ان کا اور خدا کا معاملہ ہے اور جب خدا کے ساتھ خلوص کا معاملہ پڑتا ہے تو خدا اس معاملے کو انسان کے لیے کبھی بھی نقصان کا معاملہ نہیں بننے دیتا۔ یہ صرف بیوقوفی ہے، بدظنی ہے، جہالت ہے انسان کی کہ وہ سمجھے کہ مَیں قربانی کروں گا تو مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ حالانکہ قربانی نہ کرنے والے تو مصیبت میں مبتلا دیکھے گئے ہیں، قربانی کرنے والے کبھی مصیبت میں مبتلا نہیں دیکھے گئے۔ نہ وہ مبتلا ہوتے ہیں نہ ان کی اولادیں نہ اولادوں کی اولادیں۔ محاورہ ہے کہ اولیاء کی اولادیں سات پشت تک اپنے باپ دادا کی نیکیوں کا پھل کھاتی ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ بڑھانا چاہے اگر سات پشتوں میں ایک بھی نیک پیدا ہو جائے تو یہ نظام جاری رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی جزا کا نظام تو کبھی ختم ہی نہیں ہو سکتا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ہم نے ساری دنیا کے سامنے اس نقطۂ نگاہ سے پیش کرنی ہے کہ ظالموں نے آپؐ کی ذاتِ مقدس پر جتنے بھی اعتراض کیے ہیں ان سب کے جوابات ساتھ ہوں اور دنیا کی سب زبانوں میں وہ تراجم پیش کیے جائیں۔ یہ جو دوسرے

رائج الوقت نظام

کے قائل ہیں، مگر سرے سے خدا کے قائل ہی نہیں جب تک ان کے سامنے خدا تعالیٰ کی ذات کو پیش نہ کیا جائے اور ایسے پُراثر اور مدلل مضمون نہ لکھے جائیں جن سے وہ سمجھنے لگیں کہ ہاں، واقعۃً اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمیں ضرور غور کرنا چاہیے، اس وقت تک یہ ساری چیزیں انہیں کچھ بھی اثر نہیں کریں گی۔ نہ وہ قرآن کو سمجھیں گے، نہ سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھیں گے اور نہ ہی دوسرے پمفلٹ اور رسائل کی ان کے نزدیک کوئی قیمت ہوگی۔ جب وہ خدا تعالیٰ کی ذات پر غور کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں تب قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور دوسرے مضامین ان کے سامنے پیش کیے جائیں۔ ان کی دلچسپیوں کو اسلام کی طرف کھینچنے کے لیے بعض اور ضروری ذرائع ہیں۔ اگر آپ وہ اختیار نہیں کریں گے تو لاکھ کوشش کریں یہ لوگ آپ کی طرف مائل نہیں ہوں گے۔ مثلاً

اسلام کا اقتصادی نظام

ہے۔ ان کو بتایا جائے کہ کیوں یہ نظام اشتراکی نظام سے بہتر ہے؟ کیوں یہ Capitalistic سسٹم یعنی سرمایہ دارانہ نظام سے بدرجہا بہتر ہے؟ یہ لوگ مذہبی اقدار کو بھلا بھی دیں اگر خالصتہً دہریہ کے نقطۂ نگاہ سے حسابی نظر کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلام کا پیشکردہ اقتصادی نظام باقی سب نظاموں سے بہتر ہے۔ جماعت کی طرف سے اس کو بارہا ثابت کیا جا چکا ہے لیکن وہ کافی نہیں۔ نئے بین الاقوامی تقاضوں کے لحاظ سے، اور نئے حالات کے لحاظ سے اس چیز کو ایک نئے رنگ میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ اقتصادیات تو کوئی غیر متبدل چیز نہیں ہے کہ اگر اس کے اوپر آج سے پچاس سال پہلے ایک کتاب لکھی گئی تو وہ ہمیشہ کے لیے جاری رہے گی۔ صرف قرآن ہے جو ہمیشہ کے لیے جاری رہتا ہے۔ باقی ساری انسانی کتابیں خواہ وہ کتنے بڑے بزرگوں اور علماء کی لکھی ہوئی ہوں، وقت سے پیچھے رہ جاتی ہیں۔ اس لیے

بڑی جرأت اور بڑی قوت

کے ساتھ ہمیں ان کو بتانا پڑے گا کہ موجودہ وقت کے نقطۂ نگاہ سے اقتصادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسلام کیا نظام پیش کرتا ہے اور دلائل سے منوانا پڑے گا کہ یہ نظام بہتر ہے اور تمہارا نظام اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پھر اس نظام کے ساتھ جو مزید فوائد وابستہ ہیں اور جن کا تصور بھی ان کے نظاموں میں نہیں پایا جاتا وہ بھی ان کے سامنے پیش کرنے پڑیں گے۔ ان باتوں کے وہ قائل ہوں گے تو اسلام میں دلچسپی لیں گے۔ ورنہ دنیا کی بھاری اکثریت دہریہ ہو چکی ہے۔ ان کو اس بات میں ایک کوڑی کی بھی دلچسپی نہیں کہ مذہب کیا چیز ہے؟

مَیں نے ایسے لوگوں سے بارہا گفتگو کی ہے۔ ابھی یورپ میں بھی کئی جگہ گفتگو کا موقع ملا جو عیسائی کہلانے والے ہیں ان میں سے بھی

اکثر عملاً دہریہ ہو چکے ہیں

ان کے اندر کوئی ایسی دلچسپی نہیں ہوتی تھی کہ ہم ایک دم عیسائیت اور اسلام کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باتیں شروع کر سکتے۔ اس لیے ایسی مجالس منعقد ہوتی تھیں جن میں ان کے ہر قسم کے سوالات کے جواب قرآن کریم کی رُو سے دیئے جاتے تھے۔ نتیجۃً جب وہ دیکھتے تھے کہ ان کے دنیاوی سوالات کا حل قرآن کریم میں ہے تو پھر ان کے اندر دلچسپی پیدا ہوتی تھی۔

پس باتیں تو ساری ہی قرآن کریم کے حوالے سے ہونگی خواہ اقتصادیات کی باتیں ہوں خواہ فلسفے کی باتیں ہوں، خواہ سائنس کی باتیں ہوں۔ لیکن سائنسدان کو سائنس کی زبان سمجھ آئے گی۔ فلسفہ دان کو فلسفہ کی زبان سمجھ آئیگی اور اقتصادیات کے ماہر یا اقتصادیات میں دلچسپی لینے والی دنیا کو اقتصادیات کی زبان سمجھ آئے گی

یہ سارے کام ایسے ہیں جو ابھی ہونے والے ہیں ان کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔

پھر جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں ہمیں ایسی قوموں کے لئے جن کو قرآن کریم کے ساتھ کوئی بھی دلچسپی نہیں ہے، قرآن کریم کی ایسی آیات کا انتخاب کرنا پڑے گا جو ان پر اثر کریں۔ خواہ کوئی دہریہ ہو یا غیر دہریہ، قرآن کریم کی تلاوت اسکے دل پر گہرا اثر کرتی ہے

قرآن کریم میں یہ طاقت ہے

کہ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ (الزمر آیت ۲۴)

انسان کے اندر ایک قسم کا تزلزل پیدا کر دیتی ہے اور وہ خدا کی عظمت کے احساس سے کانپنے لگ جاتا ہے۔ اس قدر براہِ راست قوت ہے اس کلام میں تو ایسی آیات کا انتخاب کر کے نہایت ہی پاکیزہ آواز والے قاریوں سے انکی تلاوت کروائی جائے۔ فنی لحاظ سے جو قاری ہیں وہ میرے ذہن میں نہیں ہیں بلکہ ایسے قاری ہوں جو معانی سمجھتے ہوں اور ان معانی میں ڈوب کر اور پورا دل اور جان ڈال کر تلاوت کریں۔ پھر مختلف زبانوں میں ان آیات کے ترجمے ہوں میرے ذہن میں تو یہ نقشہ ہے کہ ہمیں کم از کم سو زبانوں میں قرآن کریم کی تلاوت کی ٹیپیں تیار کرنی چاہئیں۔ یعنی چھوٹی چھوٹی علاقائی زبانوں میں بھی تیار ہوں لیکن دنیا کی بڑی بڑی زبانوں کی طرف تو ہمیں فوری توجہ دینی چاہیئے۔ دس پندرہ ایسی زبانیں ہیں جن کی اکثریت کے علاقوں کو ہم کوَر (Cover) کر سکتے ہیں۔ یعنی وہاں تک ہم پہنچ سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام یعنی حدیث ہے۔

مختلف موضوعات پر احادیث

کی ٹیپیں تیار کی جائیں۔ کچھ اقتصادی پہلو سے تعلق رکھتی ہوں کچھ نظریات سے اللہ تعالےٰ کی ذات کے متعلق آپ کا بیان ہے۔ حشر و نشر کے متعلق آپ کا بیان ہے۔ اسی طرح آپ کی اور بہت سی پیاری باتیں ہیں۔ انسان تقریروں میں لاکھ مہارت حاصل کر جائے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ایک ایک کلمہ بعض دفعہ اتنا گہرا اثر کرتا ہے کہ کوئی چیز اس اثر کو روک نہیں سکتی۔ وہ ہر مدافعانہ طاقت کو توڑ کر دل میں اتر جاتا ہے۔ اس میں سچائی ہے وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اس میں ایسا نور ہے جو انسان بنا ہی نہیں سکتا جو بناتا ہے وہ اسی نور سے لیکر بناتا ہے۔ اس کی طاقت سے طاقت حاصل کر کے آگے اس کے

کلام میں عظمت پیدا ہوتی ہے

اس لئے جب تک ہم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے (اور اس میں سے بھی صرف انتخاب پیش کر سکیں گے) اور پھر اس کے تراجم پیش نہیں کرتے، دنیا کو کیا پتہ کہ کون ہم سے مخاطب ہے۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ہے۔ اللہ کے عشق میں آپ نے جو گیت گائے ہیں، حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جو گیت گائے ہیں اور قرآن اور اسلام کی محبت میں جو گیت گائے ہیں ان کو مختلف اچھی آواز والوں سے ریکارڈ کروا کر مختلف زبانوں میں منظوم ترجمے کروائے ہیں اور پھر ان منظوم تراجم کو کیسٹ میں بھرنا ہے۔ یا وڈیو کی شکل میں اتارنا ہے۔

اور ساری دنیا میں پھیلانا ہے

تاکہ جب یہاں سو سالہ جشن منایا جا رہا ہو تو ہر قوم قرآن کی تلاوت کرتی ہوئی آئے اور احادیث پڑھتی ہوئی آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نغمے الاپتی آئے جو آپ نے قرآن اور حدیث اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق میں کہے۔

یہ ہے ہمارا جشن۔ ہم کسی ڈھول ڈھمکے کے تو قائل نہیں۔ جب تمام دنیا سے قافلے یہ گیت گاتے ہوئے ربوہ میں داخل ہوں گے، وہ ہوگا اصل جشن جس سے روحیں ایک عجیب سرور حاصل کریں گی اور خدا کی راہ میں قربانیوں کے لئے ایسی نئی قوت پائیں گی کہ اگلے سو سال کے لئے وہ قوتیں کام دیں گی۔

لیکن اس جشن کی تیاری کے لئے جو ضروریات ہیں ان کو پورا کرنے کے سلسلہ میں ہم پیچھے رہ گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اب سوائے اس کے کہ ہر وہ شخص جس نے صد سالہ جوبلی میں وعدہ لکھوایا ہے جب تک غیر معمولی طور پر توجہ اور الحاح کے ساتھ دعا نہ کرے۔ اس وقت تک اس کے یہ فرائض پورے نہیں ہو سکتے۔ میں بھی دعا کروں آپ بھی دعا کریں بچے بھی، بڑے بھی عورتیں بھی، مرد بھی۔ سب کے سب اس طرح دعائیں کریں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جس طرح

سپین کی مسجد کی تعمیر کے وقت

آپ کی دعائیں پوری ہوتی آنکھوں کے سامنے نظر آ رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ خدا کے فرشتے بارش کے قطروں کی طرح اتر رہے ہیں۔ یہ ہوتا ہے دعاؤں کا مزہ کہ ہر آنکھ کو دکھائی دے کہ ہاں کچھ ہو رہا ہے اور ایک عجیب پاک تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ ایسے آنسو بہانے کی ضرورت ہے ایسی دعائیں کرنے کی ضرورت ہے ورنہ آپ سو سالہ جشن کے حقوق ادا نہیں کر سکیں گے نہ قربانی کے لحاظ سے اور نہ دوسرے فرائض کے لحاظ سے جن کا خلاصہ میں نے اس وقت پیش کیا ہے بلکہ خلاصہ بھی نہیں، بہت بڑے وسیع کاموں میں سے چند ایک عنوانات آپکو سنائے ہیں۔

پس دعا کریں،

پھر دعا کریں اور پھر دعا کریں

اشکوں کی راہ سے اپنے خون بہائیں خدا کی راہ میں۔ اللہ تعالےٰ فضل فرمائیگا اور سارے کام بنا دے گا۔ پتہ بھی نہیں لگے گا کہ بوجھ کس چیز کا نام ہے۔ بوجھ خود بخود اترتے چلے جاتے ہیں اور قربانیوں کی توفیق ملتی جاتی ہے۔

دعا ایک ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ اس کے دو پہلو ہیں برکت کے۔ اس کا وہ کنارا بھی بابرکت ہے جہاں سے یہ اٹھتی ہے اور وہ کنارا بھی بابرکت ہے جہاں یہ پہنچتی ہے۔ دعا کرنے والے کو قبولیتِ دعا سے پہلے دعا کی کچھ برکتیں نصیب ہو جاتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ کیونکہ دعا کرنے والے کے دل میں ایک عظمت پیدا ہو جاتی ہے۔ دعا اس کے اندر اپنے پیچھے ایک سچائی چھوڑ جاتی ہے۔ اس کے اندر بعض ایسی اعلیٰ صفات پیدا کر جاتی ہے کہ ابھی قبول بھی نہیں ہوئی ہوتی اور اپنی برکتیں عطا کر دیتی ہے۔ پھر جب دعا عرش الٰہی کے کنگروں تک پہنچتی ہے تو بے انتہا نئی برکتیں لے کر نازل ہوتی ہے تو جس کے دونوں کنارے بابرکت ہوں اس سے کیوں فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ ایسی دعاؤں کے نتیجے میں حاصل ہونے والی برکتوں سے جماعت احمدیہ کو بے انتہا فوائد پہنچیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ قرآن کریم میں دنیا کی یا کائنات کی مثالیں پیش کر کے الٰہی مضامین بیان فرماتا ہے، اسی طرح دعا پر بھی غور کریں تو دنیا میں اس کی

ایک بڑی عجیب مثال

نظر آتی ہے۔ جب پانی سے بخارات اٹھتے ہیں تو وہ بجلی کی ایک قوت سمندر میں چھوڑ جاتے ہیں اور ایک دوسری قوت آسمان میں لے جاتے ہیں۔ یعنی اٹھتے وقت بھی قوت پیدا کر جاتے ہیں اور جہاں پہنچ رہے ہیں وہاں بھی قوت پیدا کر دیتے ہیں۔ بجلی کی ایک قسم مثبت یا منفی (کہیں مثبت کہیں منفی) سمندر کی سطح پر رہ جاتی ہے اور ایک قوت اٹھ کر آسمان پر چلی جاتی ہے اور دونوں مختلف سطحوں سے مختلف قسم کی قوتیں اٹھ رہی ہوتی ہیں۔ کہیں سے مثبت اٹھ رہی ہے کہیں سے منفی۔ کہیں منفی پیچھے رہ رہی ہے، کہیں مثبت پیچھے رہ رہی ہے نتیجۃً سارا آسمان قوت سے بھر جاتا ہے۔ اور پھر جب بجلی کی وہ طاقتیں ایک دوسرے کے ساتھ عمل کرتی ہیں تو اس کے نتیجے میں فضلوں کی وہ بارش پیدا ہوتی ہے جو آپ دیکھتے ہیں۔

کچھ اسی قسم کا نظام میں نے دعا کا بھی دیکھا کہ جب دعا خلوص کے ساتھ اور سچائی کے ساتھ دل سے اٹھتی ہے تو ایسی دعا انسان کو پاک کر دیتی ہے۔ انتظار نہیں کرواتی کہ میری قبولیت کا انتظار کرو۔ اس کی ساری محنت کا بلکہ اسکی محنت سے کہیں بڑھ کر پھل اس کو عطا کر جاتی ہے۔ پھر جب وہ فضل بن کر نازل ہوتی ہے تو انسان کہتا ہے کہ

یہ تو فضل ہی فضل ہے

میری دعا تو میرا اجر اور پھل مجھے دے گئی تھی۔ جو کچھ ہے محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

پس اس جذبے کے ساتھ اور دعا کے اس فلسفے کو سمجھتے ہوئے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔ ہمیں ساری ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ خود ہمارے بوجھ اٹھانے والا ہو اور جس طرح باپ اپنے بچوں کا بوجھ پیار کے ساتھ اٹھاتا ہے اور بتاتا یہ ہے کہ گویا وہ اٹھا رہے ہیں، اسی طرح ہم بھی اپنے بھول پن میں یہی سمجھتے رہیں کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر لیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ساری ذمہ داریاں اللہ ہی ادا کرے گا۔ اسی کی طاقت میں ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:۔

خطبہ میں میں ایک بات کہنی بھول گیا۔ وہ دراصل اس کا حصہ ہی ہے کچھ انتظامی وضاحتیں بھی ضروری تھیں وہ ایک دو فقروں میں میں کر دیتا ہوں۔

یہ جو صد سالہ جوبلی کا نظام

ہے۔ دراصل اس کا تعلق تحریک جدید سے ہے۔ لیکن ابتدا میں ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ کہ ایک الگ چھوٹی سی آرگنائزیشن بنا دی جاتی ہے تاکہ وہ فوری طور پر اس کام کو سنبھال لے۔ یہ ایک نیا منصوبہ تھا۔ اس کے سارے خدوخال اس وقت مکمل کر سامنے نہیں آئے تھے۔ اب میں نے انتظامی پہلو پر غور کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ انجمن کا حصہ بننے کی نسبت تحریک جدید کا حصہ بننے کے زیادہ اہل ہے اور قریب تر ہے کیونکہ اس کے اکثر تقاضے بیرونی ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور جہاں تک جشن کا تعلق ہے تو اس کے لئے ایک الگ کمیٹی مقرر ہے۔ اس لئے اس پر کوئی فرق ہی نہیں پڑتا چاہے اس منصوبے کو تحریک کا حصہ بنایا جائے یا انجمن کا۔ منصوبہ بندی کمیشن اپنا آزاد کام کرتا رہے۔ یہ میں اس لئے واضح کر رہا ہوں کہ اب سے

یہ تحریک جدید کی ذمہ داری ہے

ان کا فرض ہے کہ وہ ساری دنیا میں کوشش کر کے جلد از جلد جماعت کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کریں اور امید ہے انشاء اللہ بہت جلد حالات بہتر ہو جائیں گے۔

آئندہ سے سکرٹری صد سالہ جوبلی کی بجائے اس شعبے کا انچارج وکیل ہوگا اور وہ وکیل برائے صد سالہ جوبلی فنڈ کہلائے گا یا علماء جو بھی اس شعبہ کا ایک مختصر سا اور بہتر نام تجویز کریں اس کے مطابق وہ رکھ لیا جائے گا۔ آج ہی حسن اتفاق سے ہمارے وہ سینئر مبلغ ربوہ پہنچے ہیں یا پہنچنے والے ہیں جو اس منصوبے کے لئے میرے ذہن میں تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسا تطابق فرمایا اور ایسا توارد ہو گیا کہ جمعہ پر آنے سے معاً پہلے پتہ چلا کہ

میر مسعود احمد صاحب

(مبلغ انچارج ڈنمارک) آج ہی پہنچ رہے ہیں۔ ان کے استقبال کے لئے دوست فیصل آباد گئے ہیں اور وہی میرے ذہن میں تھے کہ وہ آجائیں تو ان کے سپرد یہ کام کیا جائے۔ اس لئے میں انکو اس کام کے لئے وکیل مقرر کرتا ہوں جس طرح تحریک جدید میں باقی وکلاء ہیں۔ اسی طرح یہ بھی وکیل ہوں گے اور وکالت علیا کے تابع، وکیل اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق کام کریں گے اور انشاء اللہ آئندہ سے اس شعبے کے حسابات تحریک جدید کی طرف منتقل کر دیئے جائیں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

گھروں میں سبزیاں اگانے کی طرف توجہ دی جائے

احباب اہالیان ربوہ کی خدمت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پیش خدمت ہے کہ احباب اپنے گھروں میں جہاں تک ممکن ہو سکے سبزیاں کاشت کریں اور اپنی غذائی ضروریات کو متوازن بنانے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ صحتوں پر خوشگوار اثر پیدا ہو۔

موسم گرما کی سبزیوں کی کاشت کا اب وقت ہے لہٰذا دوست اس طرف متوجہ ہوں۔ احباب کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کیا جاتا ہے کہ جن احباب کو موسم گرما کی سبزیوں کے بیج کی ضرورت ہو وہ نظارت زراعت سے رابطہ پیدا کریں۔ (نظارت زراعت صدر انجمن احمدیہ)

"الفضل" کی اشاعت آسانی سے دس ہزار کی جا سکتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے اس ارشاد کو پورا کرنے کے لیے آپ کیا کوشش کر رہے ہیں؟

ضروری اعلان

بروز اتوار مورخہ ۲۰ تبلیغ رفروری ۱۹۸۳ء کو یوم مصلح موعود کے موقعہ پر ادارہ الفضل کے دفاتر بند رہے۔ لہٰذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہوا۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ ۳ دسمبر ۸۲ء بمقام بیت اقصیٰ
صد سالہ جوبلی منصوبہ کے لئے وکالت کا قیام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوجرانوالہ میں بجلی کے سامان کا منفرد ادارہ

نصیر الیکٹرک سٹور

جہاں ہر قسم کا وائرنگ کا سامان • تاریں • ٹیوبیں • بلب

اور

دیگر بجلی کا سامان تھوک و پرچون دستیاب ہے۔

پروپرائیٹر:- حاجی نصیر احمد سولنگی گھنٹہ بازار گوجرانوالہ

محکمہ تعمیرات صحت عامہ

قلیل المیعاد ٹنڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کاموں کے لیے زیر دستخطی کو منظور شدہ ٹھیکیداروں / فرموں جو کہ محکمہ ھذا سے سال رواں ۸۳-۱۹۸۲ء کے لیے اپنے ناموں کا اندراج / تجدید کروا چکے ہوں اور تجدید / اندراج فیس جمع کروا چکے ہوں۔ مورخہ ۲۲-۲-۸۳ء کو ۱۱ بجے قبل از دوپہر آئٹم ریٹ / فیصد ریٹ سربمہر ٹنڈر مطلوب ہیں۔

ٹنڈر اسی وقت اسی روز حاضر آمدہ ٹنڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔ بذریعہ تار یا ڈاک کوئی ٹنڈر قابل قبول نہیں ہوگا۔ ضمانت بصورت ڈیپازٹ ایٹ کال پر ایک ٹنڈر کے ساتھ آنا لازمی ہوگا ورنہ ٹنڈر جلوی نہیں ہوگا۔

دستاویزات ٹنڈر ڈویژنل ہیڈ کلرک سے خواہشمند ٹنڈر دہندگان مورخہ ۲۲-۲-۸۳ کو مجوزہ فیس ادا کر کے (جو کہ ناقابل واپسی ہے) دفتری اوقات میں حاصل کر سکتے ہیں۔ زیر دستخطی بغیر وجہ بتائے کسی ایک یا تمام ٹنڈروں کو مسترد کرنے کے مجاز ہوں گے۔

نمبر شمار	کام کا نام	زر تخمینہ	زر بیعانہ	تکمیل مدت کام
۱-	دیہی آب رسانی سکیم قائم بھروانہ ضلع جھنگ مہیا کرنا اور بچھانا پی وی سی پائپ لائن	۲،۰۰،۰۰۰/-	۴،۰۰۰/-	۴ (چار) ماہ
۲-	شہری آب رسانی سکیم ربوہ ضلع جھنگ مہیا کرنا اور لگانا پمپنگ مشنری	۹۰،۰۰۰/-	۱،۸۰۰/-	۳ (تین) ماہ

میاں محمد امین
مہتمم انجینئر محکمہ تعمیرات صحت عامہ قسمت جھنگ

I.P.L. 970

پیشاب وغیرہ کی ادویات

Kidney Stone Course 150/-	گردے مثانے کی پتھریوں کے لیے کڈنی سٹون کورس ۴۰ روزہ
Prostate Cure 15/-	پروسٹیٹ گلینڈ کا بڑھ جانا
Urination Cure 15/-	پیشاب کی کثرت بار بار آنا
Urine Dribbling Cure 15/-	پیشاب کا (بے اختیار) قطرہ قطرہ گرنا
Urine Retention Cure 15/-	پیشاب کی بندش رکاوٹ
Dysuria Cure 15/-	پیشاب کا جلن اور درد کے ساتھ آنا
Kidney infection Cure 15/-	پیشاب میں پیپ وغیرہ آنا
Spermatorrhea Cure 15/-	پیشاب میں دھات آنا (جریان)
Hematuria Cure 15/-	پیشاب میں خون آنا
Dropsy Cure 15/-	کمی پیشاب سے استسقاء جلندھر

مارکیٹ سے مقررہ نرخوں پر ڈاک سے -/5 زائد

CMC

تیار کنندہ: کیمو پیتھک میڈیسن کمپنی ربوہ فون 657

منی موٹرز ورکشاپ

جاپانی گاڑیوں کے ماہر

۵۴ - انڈسٹریل ایریا گلبرگ III

لاہور - فون ۸۸۲۴۰۴

آپکی سہولت کیلئے

ورکشاپ بروز جمعہ کھلی رہتی ہے

احباب اِک نظر اِدھر بھی

میری تصویر تو میرے دادا جان

کے

دواخانہ حکیم نظام جان

اقصیٰ چوک ربوہ پر ہی نظر آئے گی

حکیم انوار احمد جان ابن

حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

فون ۷۳۹۹۷ ؛ پوسٹ بکس ۲۲۲

کئی سال سے آپ کی

خدمت کرنیوالا

واحد ادارہ

احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ

سکنی و زرعی اراضی - مکانات و پلاٹس وغیرہ کی خرید و فروخت کیلئے آپکی خدمت کا متمنی

احمد اسٹیٹس

انس مارکیٹ ربوہ

فون:- ۴۳۶

دفتر:- ۵۳۵

جدید فیشن کے مطابق

- سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات اور
- چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے

فرحت علی جیولرز

کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور

۵۲۶۲۳، ۶۳۸۵۱

آپ کو معلوم ہو کہ ہمارے دواخانہ

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز

کا نام اب:

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند حضرت حکیم نظام جان

ہو چکا ہے:

خدمت کی راہوں پر رواں دواں: دیرینہ خادم

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: ۷۴۸۴۴

بالمقابل ایوان محمود، ربوہ، فون: ۶۳۸

۷۱- سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ ؛ چوک سرزنیہ ضلع سیالکوٹ